دار العلوم دیوبند

ایک عظیم مکتب فکر

اپنے نصاب، نظام تعلیم اور رجال کی روشنی میں

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین

مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

دفتر اجلاس صد سالہ دار العلوم دیوبند

انگریزی اقتدار کے خلاف جہاد

پادریوں کا حملہ

اسلامی تعلیم کے تحفظ کی سعی

قیام

طلبہ کی آمد

نصاب تعلیم اور درس کی نگرانی

فارغین کا پہلا جتھہ

نصاب تعلیم پر نظر ثانی

علوم عصریہ سے بے توجہی کی وجہ

بنیادی مقاصد پر توجہ

دور یعقوبی کی برکتیں

تلامذہ حضرت نانوتوی رح

علمائے دیوبند اور اشاعت دین

بنیادی دار العلوم

نصاب تعلیم پر پھر غور

شیخ الہند اور آپ کی خدمات

مولانا شبیر احمد عثمانی و دیگر اکابر

نصاب میں طب کا اضافہ

حضرت کشمیری اور ان کے شاگرد

حضرت تھانوی صاحب

مولانا حبیب الرحمن اعظمی رح

مفتی عتیق الرحمن، قاضی زین العابدین، غازی

شیخ الاسلام رح

علامہ بلیاوی، مولانا فخر الدین رح

اراکین شوریٰ

محمد اللہ

۲۵ / ۳ / ۲۰۱۰ء

۸ / ۴ / ۱۴۳۱ھ

ایک عظیم مکتبِ فکر

اپنے نصاب، نظامِ تعلیم اور رجال کی روشنی میں

مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب
مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

دفتر اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند یوپی

دلشاد ۸۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

۱۸۵۷ء کے انقلاب میں بالآخر مغلیہ سلطنت کا ٹمٹماتا چراغ گُل ہوگیا۔ اور انگریزوں کا اس ملک پر پورا تسلط ہوگیا، جو کل تک تاج و تخت کے مالک تھے در در کی ٹھوکریں کھانے لگے اور بہت سارے خاک و خون میں مل گئے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت جس نے انگریزی اقتدار کی مخالفت کی تھی، تہہ تیغ کردی گئی اور بہت سارے جزیرہ انڈمان بھیجدیئے گئے، جہاں وہ بیکسی کی موت مرنے پر مجبور ہوئے، دلّی اور اس کے اطراف کے معزز خاندان تباہ و برباد ہو گئے اور عام مُسلمانوں کا اس ملک میں عزّت و آبرو کے ساتھ رہنا مشکل ہوگیا۔

انگریزی اقتدار کے خلاف جہاد

جن علماء نے انگریزی اقتدار کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا اور میدان کارزار گرم

کیا تھا ان میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ۔ حافظ ضامن شہید تھانویؒ ۔ مولانا منیر نانوتویؒ اور ان بزرگوں کے دوسرے احباب و انصار بھی تھے ان سب حضرات کی سربراہی کا فریضہ عارف باللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ انجام دے رہے تھے ، شاملی کے میدان میں ان سب حضرات نے دادِ شجاعت دی ، اور انگریزی فوج کا کھل کر مقابلہ کیا اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے

لیکن جب ملک پر انگریزی اقتدار قائم ہوگیا تو ان سب حضرات پر بغاوت کے نام پر مقدمے قائم کئے گئے اور طرح طرح سے انھیں پریشان کیا گیا ۔

انگریزی اقتدار کے آتے ہی اسلامی مدارس و مراکز ایک ایک کر کے مٹ گئے ، ہندوستانی باشندے اپنی جان اور عزت و آبرو کی خیر منانے لگے ۔

پادریوں کا حملہ

ادھر انگریزوں نے موقع دیکھ کر پادریوں کا ایک جم غفیر ہندوستان کی سرزمین پر اُتار دیا اور اس کی مدد کے لئے ایک مُکمّل فوج بنائی ، جس کے سایہ میں یہ پادری حضرات تمام شہروں اور آبادیوں میں علی الاعلان عیسائیت کی تبلیغ کرنے لگے اور اسی کے ساتھ انھوں نے اسلام پر حملہ شروع کر دیا ، انگریزوں کی پالیسی یہ تھی کہ ملک کے بڑے حصے میں کسی طرح عیسائیت کے قدم جم جائیں یہ وقت علمائے اسلام کے لئے نازک اور بڑا سنگین تھا ، ایک طرف مسلمانوں کی بربادی کا عظیم خطرہ ، دوسری طرف اسلامی تعلیمات کے مٹنے اور برباد ہونے کا دلی غم ، حکومت جا چکی تھی مسلمانوں کا جاہ و جلال خاک میں مل چکا تھا ، یہی وجہ تھی کہ مسلمان عام طور پر سہمے اور ڈرے

ہوتے تھے اور زبان کھولتے ہوئے بھی گھبراتے تھے ۔

اسلامی تعلیم کے تحفظ کی سعی

مگر حالات کے تقاضے نے مجبور کیا کہ اسلام کی سربلندی اور کتاب و سنّت کی حفاظت کے لئے کچھ علماء اٹھ کھڑے ہوں اور جان پر کھیل کر اس ملک میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کی محافظت کا فریضہ ادا کریں ۔

جونہی ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ ذرا فرو ہوا ، اور یہاں کے باشندوں کو بولنے اور چلنے کی اجازت ہوئی ، یہ علمائے کرام میدان میں نکل آئے اور باہم مشورہ کرکے انھوں نے سب سے پہلے دیوبند نامی قصبہ میں ایک عربی مدرسہ کی داغ بیل ڈالی اور طے کیا کہ یہ آزاد ہوگا ، حکومت سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہے گا اور نہ حکومت کی کبھی کوئی امداد قبول کرے گا ، بلکہ اس کا سارا سرمایہ توکل علی اللہ اور عام مسلمانوں کا چندہ ہوگا ۔

دارالعلوم کا قیام

بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ اس مدرسے کے لئے نہ کوئی عمارت بنوائی گئی ، نہ کوئی مکان لیا گیا ، بلکہ ایک خانۂ خدا (مسجد چھتہ) کے صحن میں انار کے درخت کے نیچے کام شروع کر دیا گیا ۔

ابتدا میں اس مدرسے کے لئے فارسی اور عربی کا ملا جلا ایک دس سالہ نصاب تیار کیا گیا ، ساتھ ہی یہ قانون بھی بنایا گیا کہ کسی طالب علم کو دو سبق سے کم اور تین سے زیادہ نہ دیا جائے ، یہ مدرسہ پندرہ محرم ۱۲۸۳ھ پنجشنبہ کو جاری ہوا تھا

اس پہلے مہینے میں طلبہ کی تعداد ۲۱ تھی اور اس سال کے آخر مہینہ ذی الحجہ میں یہ تعداد ۷۸ تک پہونچ گئی جس میں ۵۸ لڑکے بیرون جات کے تھے ان میں سے ۵۲ لڑکے کے کھانے کا نظم مدرسے نے کیا، مدرسین کی تعداد اخیر سال تک پانچ ہوگئی تھی اور صدر المدرسین کا عہدہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے سپرد تھا۔ جو استاذ العلماء حضرت مولانا مملوک علی کے صاحبزادے اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے شاگرد تھے۔

طلبہ کی آمد

اس پہلے سال میں قرآن شریف اُردو اور فارسی کا انتظام نہیں کیا گیا تھا صرف عربی درجات کے طلبہ تعلیم حاصل کررہے تھے ان طلبہ میں کابل، پنجاب اور بنارس تک کے طلبہ شامل تھے، پہلے سال صرف ایک طالب علم مولانا میر باز خاں نے بخاری شریف پڑھی اور بقیہ نے نیچے کی کتابیں، مولانا میر باز خاں دوسرے سال مدرسہ مظاہر علوم میں مدرس ہوگئے، جو دارالعلوم کے سات آٹھ ماہ بعد سہارنپور میں قائم ہوا تھا۔

نصاب تعلیم اور اسکی نگرانی

تیسرے سال ۱۲۸۵ھ میں دس سالہ نصاب تعلیم پر نظر ثانی کی گئی عربی نصاب سے فارسی کو خارج کردیا گیا، اور عربی نصاب تعلیم صرف چھ سال کا بنایا گیا جس میں میزان سے لیکر بخاری شریف تک تمام فنون کی کتابیں داخل تھیں، ہر کتاب کی روزانہ مقدار خواندگی بھی طے کردی گئی تھی اور یہ بھی کی کہ کونسی

کتاب کا کتنے دنوں میں ختم کرنا ضروری ہے، مہتمم صاحب پر ذمہ داری ڈالی گئی تھی کہ وہ ایک خاص رجسٹر رکھیں جس میں کتاب شروع ہونے اور ساتھ ہی اس کے ختم ہونے کی تاریخ درج کیا کریں۔ اور پھر مجلس شوریٰ کے موقع سے اُس کے سامنے پیش کریں، اساتذہ کا فریضہ قرار دیا گیا کہ ہر درجہ کی مہینہ بھر کی پڑھی ہوئی کتابوں کا پابندی سے امتحان لیں۔

اس مستعدی اور تاکید کا فائدہ یہ تھا کہ طلبہ اور اساتذہ دونوں اپنی اپنی جگہ جم کر محنت اور مطالعہ کرتے تھے اور طلبہ جب فارغ ہوتے تھے تو انھیں ہر فن میں اچھی خاصی مہارت حاصل ہوتی تھی۔

فارغین کا پہلا جتھہ

باضابطہ پہلی جماعت جنھوں نے ۱۲۸۹ھ میں فراغت حاصل کی ان میں مولانا احمد حسن امروہیؒ، مولانا خلیل احمد انبھٹویؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ، مولانا عبداللہ انصاریؒ، مولانا فتح محمد تھانویؒ، مولانا محمد فاضل پھلتیؒ، قاضی جمال الدینؒ اور مولانا عبداللہ جلال آبادیؒ کا نام لیا گیا ہے۔ اور ۱۲۹۰ھ میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور مولانا عبدالحق پور قاضویؒ کا، ان تمام حضرات نے عربی کا چھ سالہ نصاب ہی پڑھکر علمی استعداد حاصل کی تھی، جو کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

نصاب تعلیم پر نظر ثانی

۱۲۹۰ھ میں عربی نصاب تعلیم پر پھر غور کیا گیا اور اب اُسے چھ سالہ کے بجائے آٹھ سالہ کردیا گیا، اس آٹھ سالہ نصاب سے پہلے تک منطق کی آخری کتاب جو چھ سالہ

نصاب میں داخل تھی وہ قطبی اور میر قطبی تھی۔ اس آٹھ سالہ نصاب میں ملاحسن،
میرزاہد رسالہ، حمداللہ، قاضی مبارک وغیرہ ساری منطق کی کتابیں داخل کردی گئیں
اسی طرح دوسرے فنون میں بھی انتہائی کتابوں کا اضافہ کیا گیا جیسے میبذی، صدرا
شمس بازغہ، شرح مواقف، مسلم الثبوت توضیح تلویح، شرح چغمنی، اقلیدس
خلاصۃ الحساب، جبر ومقابلہ، مساحت۔

علوم عصریہ سے بے توجہی کی وجہ

علوم عصریہ کے سلسلے میں جب زبان پر باتیں آئیں تو حضرت نانوتویؒ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"درباب تحصیل علم یہ طریقہ خاص کیوں تجویز کیا گیا اور علوم جدیدہ
کو کیوں شامل نہ کیا گیا؟ منجملہ دیگر اسباب کے بڑا سبب
اس بات کا ایک تو یہ ہے کہ تربیت عام ہو یا خاص، اُس
پہلو کا لحاظ چاہیئے کہ جس طرف سے کمال میں رخنہ پڑا ہوا
ہو، اُدھر توجہ ہو، سو اہل عقل پر روشن ہے کہ آجکل تعلیم
علوم جدیدہ تو بوجہ بکثرت مدارس سرکاری اس ترقی پر ہے
کہ علوم قدیمہ کو سلاطین زمانہ سابق میں بھی یہ ترقی نہ ہوئی
ہوگی۔ ہاں علوم نقلیہ کا تنزّل ہوا کہ ایسا تنزل کبھی کسی کا زمانہ
میں نہ ہوا ہوگا، ایسے وقت میں رعایا کو مدارس علوم
جدیدہ بنانا تحصیل لاحاصل نظر آیا اور صرف بجانب علوم نقلی

اور نیز اُن علوم کی طرف جن سے استعداد مروجہ اور
استعداد علوم جدیدہ یقیناً حاصل ہوتی ہے ضروری
سمجھا گیا۔"

حضرت نانوتویؒ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کو علوم جدیدہ پڑھنے کا شوق ہوگا
وہ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہاں جاکر بڑی آسانی سے حاصل کرسکے
گا، دوسرے دونوں علوم کے ساتھ ساتھ پڑھانے سے استعداد میں وہ پختگی
نہیں آئے گی جو مطلوب ہے، لہٰذا علوم جدیدہ کا علوم نقلیہ کے نصاب میں داخل
کرنا مضر ہوگا۔

بنیادی مقاصد پر توجہ

دارالعلوم کے نصاب تعلیم میں تفسیر، حدیث
فقہ، کلام اور دوسرے معاونین فنون پر توجہ
دی گئی تھی، تاکہ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں علماء کو رسوخ اور بصیرت ہوسکے
اور اسلام کے مخالفین کو وہ پورے طور پر مطمئن کرسکیں، اور اسلام کی فوقیت اور
اسکی افادیت ذہن نشین کرسکیں۔

یہ واقعہ ہے کہ اُس دور کے فارغ التحصیل علماء علوم دینیہ میں جیسی
بصیرت رکھتے تھے، آج اس کی مثال نہیں ملتی، انھوں نے بڑی مضبوطی کے
ساتھ داخلی اور خارجی دونوں طرح کتاب وسنّت کی خدمت انجام دی، اور
ان کی اشاعت وترویج پر اپنی پوری قوت صرف کی، ہندوستان، پاکستان
بنگلہ دیش اور برما کے مختلف گوشوں میں مدارس دینیہ قائم کیا، اور اپنے

اپنے اپنے علاقہ میں علم وعمل کی شمعیں جلائیں۔

دورِ یعقوبی کی برکتیں

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ جو شروع سے اب تک صدر المدرسین چلے آرہے تھے، ۱۳۰۲ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا، یہ دارالعلوم کے لئے ایک بڑا حادثہ تھا مولانا موصوف کی اخیر زندگی تک آٹھ سالہ نصاب جاری رہا، اوپر جن فضلاء کا نام لیا گیا ہے ان کے علاوہ بھی بہت سے علماء بعد میں فارغ ہوئے، ان میں چند قابلِ ذکر یہ ہیں:-

مولانا رحیم اللہ بجنوریؒ، مولانا محمد مراد صاحب پاک پٹنیؒ مولانا عبداللہ خاں گوالیاریؒ، مولانا عبدالحق بریلویؒ، مولانا محمد صدیق صاحب انبٹھویؒ، مولانا منصور علی خان مرادآبادیؒ، مولانا منفعت علی دیوبندیؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندیؒ، مولانا محمد اسحاق نہٹوری مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا عبدالمومن دیوبندی، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی دیوبندی مولانا حافظ محمد احمد خلف الرشید مولانا نانوتویؒ، مولانا عبدالوہاب یوسف پوری (حکیم نابینا) مولانا سعد الدین کشمیری اور دوسرے علماء کرام۔

ان تمام فارغین نے حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی کے زمانۂ تدریس میں دورۂ حدیث پڑھا تھا، ایک نظر فارغ شدہ علماء پر ڈالیں کہ ان سب کی ذات سے علم وعمل کو کیسی ترقی حاصل ہوئی۔ اور ان کے ذریعہ درس و تدریس، ارشادو

تصنیف وتالیف، تبلیغ واشاعت دین اور دوسرے شعبہ جات زندگی میں کس قدر نمایاں کامیابی حصہ میں آئی۔

تلامذہ حضرت نانوتویؒ

ان میں بہت سے علماء کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے بھی شرف تلمذ حاصل تھا۔ جن میں مشہور ترین یہ ہیں مولانا احمد حسن امروہیؒ، مولانا فخر الحسن گنگوہیؒ، مولانا رحیم اللہ بجنوریؒ، مولانا منصور علی مرادآبادیؒ، مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا عبدالعلی میرٹھیؒ۔

یہ سب اپنے وقت میں علم وعمل کے آفتاب وماہتاب تھے، ان میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا احمد حسن امروہیؒ اور مولانا عبدالعلی میرٹھی سے دیوبندی سلسلہ بہت دور دور تک پھیلا، اور ان سے بہت سارے علماء کو تلمذ حاصل ہوا انھوں نے تلامذہ کے ساتھ بڑی گرانقدر تصنیفات و تالیفات بھی چھوڑیں۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ برصغیر (ہند و پاک اور بنگلہ دیش وغیرہ) میں حدیث نبوی کا جو سلسلہ نظر آتا ہے، یہ سب استاذ المحدثین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا فیض ہے، اور تمام علمائے حدیث کا سلسلہ آپ پر آکر منتہی ہوتا ہے، کیونکہ دیوبندی حلقہ میں عام طور پر علم حدیث کی اشاعت استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، حضرت مولانا احمد حسن امروہیؒ اور حضرت مولانا عبدالعلی میرٹھیؒ سے ہوئی، یہ سارے نامور اساتذۂ حدیث حضرت نانوتویؒ کے تلمیذ اور فیض یافتہ تھے، اور پھر ان نامور اساتذہ کے تلامذہ در تلامذہ سے، اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو تاقیامت جاری رکھے۔

علماء دیوبند اور اشاعت دین

ان تمام حضرات سے کتاب وسنت کی اشاعت وترویج میں بے انتہاء مدد پہونچی اور ان کے درس وتدریس کے ذریعہ بہت سارے نامور علماء پیدا ہوئے، ان حضرات کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کی تفصیل کے لئے بڑا وقت چاہیئے۔ ان میں ایک بزرگ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کو دیکھئے کہ صرف ان سے وابستہ لاکھوں مسلمان تھے، جو روحانی فیض حاصل کرتے تھے، بہت سارے خطوط کے ذریعہ رہنمائی حاصل کرتے اور علمی مشکلات حل کرتے تھے، ہزاروں کی تعداد میں ان کے قلم سے فتاویٰ شائع ہوئے، جو امداد الفتاویٰ کے نام سے چھ ضخیم جلدوں میں مرتب ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ کوئی نو دس سو کتابیں آپ نے مختلف موضوع پر تصنیف فرمائیں، آپکے سیکڑوں مواعظ مختلف ناموں سے چھپ کر عوام وخواص میں پھیلے اور آجتک لوگ ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم

اسی طرح عارف باللہ حضرت مفتی عزیز الرحمن عثمانی قدس سرہ کی ذات ہے، جو دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے باضابطہ مفتی مقرر ہوئے، اور جنھوں نے ۱۳۱۰ھ سے لیکر ۱۳۴۶ھ تک یہ خدمت انجام دی۔ کئی لاکھ فتاویٰ آپ نے لکھے، جن سے ملک اور بیرون ملک میں لوگوں نے احکام ومسائل میں رہنمائی حاصل کی "فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل ومکمل" کے نام سے آپ کے فتاویٰ کی دس ضخیم جلد..س

خاکسار کے حواشی کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں جو کئی [illegible] پر مشتمل ہیں اور ابھی متعدد جلدیں اور آنے والی ہیں، اس کے ساتھ آپ نے دارالعلوم میں برابر درس وتدریس کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے، ہزاروں علماء نے آپ سے فیض پایا۔ آپ کے فتاویٰ کا ایک ناتمام مجموعہ عزیز الفتاویٰ کے نام سے بھی شائع ہو چکا ہے، ارشاد وبیعت کی راہ سے بھی آپ نے بہت سے علماء اور عوام کی روحانی تربیت فرمائی۔

انہی بزرگوں کی طرح دوسرے علماء کی بھی عظیم خدمات ملک وملت کے سامنے ہیں، ان کا مشغلہ ہی کتاب وسنت کی اشاعت وترویج اور دین قیم کی خدمت رہی ہے، مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی مہتمم کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند کی خدمت کی، علماء اور طلبہ کی تربیت فرمائی، اور علوم دینیہ کو پوری دنیا تک پہونچانے کی جد وجہد کی۔

نصاب تعلیم پر پھر غور

۱۳۰۲ھ میں نصاب تعلیم پر پھر غور کیا گیا، اور ہشت سالہ نصاب کو ہفت سالہ بنایا گیا۔

چنانچہ یہ ہفت سالہ نصاب ۱۳۰۹ھ تک جاری رہا، اس مدت میں بہت سارے علماء دارالعلوم دیوبند سے تعلیم پاکر نکلے، جیسے مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ مولانا حافظ محمد عثمان دہلویؒ، مولانا سید علی جالندھریؒ، مولانا محمد یٰسین دیوبندی مولانا فضل احمد ہزارویؒ وغیرہم، ان حضرات نے بھی علم وفن کی بیش قیمت خدمات انجام دیں، نیز ان حضرات کے ذریعہ کتاب وسنت کی ترویج واشاعت

بھی کافی ہوئی ۔

شیخ الہند اور آپکی خدمات

۱۳۰۷ھ تک صدر المدرسین کے عہدہ پر حضرت مولانا سید احمد صاحب دہلویؒ فائز رہے، ۱۳۰۸ھ میں اس عہدہ پر شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن عثمانی دیوبندیؒ جلوہ افروز ہوئے، آپ نے حدیث براہِ راست حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے پڑھی تھی، اور آپ کو اپنے استاذ حضرت نانوتویؒ سے والہانہ تعلق تھا اور سمجھتے تھے کہ جو کچھ انکے حصہ میں علم وعمل آیا ہے وہ استاذ محترم کی دعاؤں کا ثمرہ ہے، آپ اپنے استاذ محترم کے رازدار بھی تھے، یہی وجہ تھی کہ درس وتدریس کے ساتھ سیاست بھی آپنے اپنا تعلق باقی رکھا، بلکہ انگریزی حکومت کے خلاف ریشمی خطوط کے نام سے ایک تحریک چلائی۔

اس تحریک کا تعلق ایک طرف افغانستان سے تھا اور دوسری طرف ترکی حکومت سے، ساتھ ہی ہندوستان کے تمام صوبوں سے بھی ربط برابر قائم تھا، اسی جرم میں آپ کو حجاز سے گرفتار کرکے مالٹا میں نظر بند کیا گیا، جہاں آپ نے چار ساڑھے چار سال تک اسیری کی زندگی گذاری۔

لیکن یہ تحریک بڑی خاموش تھی، بظاہر آپ پوری مستعدی سے دارالعلوم دیوبند میں بیٹھکر حدیث کا درس دے رہے تھے، اور یہ حقیقت ہے کہ تعلیم کے اعتبار سے جو شہرت شیخ الہند کے دَور کو حاصل ہوئی، وہ شاید کسی دور کے حصہ میں نہیں آئی۔

٭

تلامذہ شیخ الہند اور انکی خدمات

مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا محمد منصور انصاریؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ مفتی کفایت اللہ شاہجہاں پوری ثم الدہلویؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا فخر الدین احمد مراد آبادیؒ، مولانا اعزاز علی امروہیؒ مولانا مفتی محمد سہول بھاگلپوریؒ، مولانا عبد الوہاب در بھنگویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور سیکڑوں دوسرے علماء جو اُس دور میں علم وعمل کے نیر تاباں بنکر اُفق ہند پر اُبھرے اور چمکے سب شیخ الہندؒ کے تلامذہ تھے، اندازہ لگایئے کہ یہ سارے کے سارے کتنے باکمال اور جامع الصفات تھے، ان سے علم و فن کی کتنی ہی نہریں جاری ہوئیں اور ان سے برصغیر کا گوشہ گوشہ سیراب ہوا، بلکہ عجم سے نکل کر یہ عرب تک پہونچیں اور وہاں کی مقدس سرزمین کو بھی سیراب کیا۔

شیخ الہندؒ کا دَور، دارالعلوم دیوبند کا دَور شباب تھا، یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والا ہر ایک تمام اوصاف و کمالات کا مجموعہ ہوتا تھا۔ علم وعمل میں بھی ممتاز ہوتا تھا، اور سیاسی بصیرت میں بھی، ان کی دینی غیرت وحمیت کو دیکھکر قرون ماضیہ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

مولانا شبیر احمد عثمانی

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے فوائد قرآن اور حدیثی تقریر آج بھی اپنی آپ مثال ہے، مولانا اپنے وقت کے سب سے زیادہ مقبول مقرر

شمار ہوتے تھے، جب مولانا بولنا شروع کرتے تھے تو بلا مبالغہ مجمع جھوم جھوم جاتا تھا۔ پھر فتح الملہم اور فضل الباری حدیث کی عظیم خدمت ہے۔

مولانا انور شاہؒ

محدث العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا درس جس شان کا تھا، آج تک اس کی مثال سامنے نہیں آئی، آپ کو اہلِ علم چلتا پھرتا کتب خانہ کہا کرتے تھے، قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ برسوں کی دیکھی ہوئی کتابیں نوک زبان پر ہوتی تھیں۔

مولانا مدنیؒ

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، ایک طرف دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث تھے تو دوسری طرف جنگِ آزادی کے سب سے نڈر سپہ سالار، مالٹا میں اپنے استاذ کے ساتھ آپ نے بھی سوا چار سال اسارت کی زندگی گذاری، پورے ملک کا دورہ کیا اور ایک ایک شہر میں پہنچ کر انگریزی حکومت کے خلاف تقریر کی، متعدد بار جیل گئے، لاکھوں آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور آپ نے انکی روحانی تربیت فرمائی۔

مولانا سندھیؒ اور مولانا انصاریؒ

مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور مولانا محمد منصور انصاریؒ نے ملک کی آزادی کی خاطر جلاوطنی کی زندگی گذاری، مصائب ومشکلات کا مقابلہ کیا اور اپنے استاذ محترم کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردیا، یہ حضرات بے مثال قوت ارادی کے مالک تھے، اور سیاسی سوجھ

بوجھ میں امتیازی شان رکھتے تھے۔

مفتی کفایت اللہ

مولانا مفتی کفایت اللہ جہاں مدرسہ امینیہ دہلی میں قال اللہ قال الرسول کا درس دیتے تھے، وہیں آپ اپنے زمانہ میں ہندوستان کے سب سے بڑے مفتی تسلیم کئے جاتے تھے کفایت المفتی کے نام سے اب تک آٹھ جلدیں آپکے فتاوی کی چھپ کر شائع ہوچکی ہیں، اسی کے ساتھ سترہ سال مسلسل جمعیۃ علماء ہند کے صدر رہے اور قیدو بند کی زندگی گذاری، انگریزی اقتدار کے خلاف پہلی صف کے رہنماؤں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔

علامہ بلیاویؒ اور شیخ الادب

مولانا ابراہیم بلیاویؒ اور مولانا اعزاز علیؒ اپنے دَور کے سب سے کامیاب مدرسین میں تھے، علم وفن سے عشق رکھتے تھے، درسی تقریر میں امتیازی شان کے مالک تھے اول الذکر علم کلام اور معقولات میں اور ثانی الذکر فقہ وادب میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے، دونوں بزرگ علم حدیث کا بھی کامیاب درس دیا کرتے تھے، آپ حضرات کے درس کی برکت سے ہزاروں ذی استعداد علماء اور اساتذہ پیدا ہوئے، اوران سے علم وعمل کو نشوونما ملی۔

مولانا امرتسری

مولانا ثناء اللہ امرتسری مسلکاً اہلحدیث تھے مگر اپنی جماعت میں امام وقت کی حیثیت رکھتے تھے، علم حاضر تھا اور ذہن رسا اپنے دور میں آریہ، قادیانی اور عیسائی سبھوں سے

کامیاب مناظرہ کیا اور بہت ساری کتابیں تصنیف کیں۔

نصاب میں طب کا اضافہ

۱۳۱۰ھ میں دارالعلوم کا نصاب تعلیم پھر ایک دفعہ بدلا، اور سات سال کے بجائے دوبارہ آٹھ سالہ کا بنا، اس میں خصوصی طور پر طب کی بنیادی چار کتابوں کا اضافہ کیا گیا۔ تاکہ فراغت کے ساتھ فارغ التحصیل علمار کو طب سے بھی خاصی مناسبت پیدا ہوجائے، اور اگر طب کو ذریعہ معاش بنانا چاہیں تو آسانی کے ساتھ بنا سکیں یہی وجہ ہے کہ پہلے علمار عام طور پر طب سے بھی اچھی خاصی مناسبت رکھتے تھے اور بہت سے علمار نے علاج ومعالجہ کو بھی اپنا ذریعہ معاش بنایا، اور وہ اس میں کامیاب رہے۔

مولانا کشمیریؒ مسند صدارت پر

معمولی ترمیم کے ساتھ یہی نصاب جو ۱۳۱۰ھ میں تیار ہوا تھا حضرت شیخ الہند اور آپ کے بعد چلتا رہا، ۱۳۳۵ھ تک مسند صدارت پر خود شیخ الہند ہی فائز رہے، جب آپ نے حجاز مقدس کا ارادہ کیا تو مسند صدارت، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی، حضرت شاہ صاحب کشمیری فنافی العلم تھے، دن رات مطالعہ اور کتب بینی میں غرق رہا کرتے تھے مطالعہ بہت وسیع اور گہرا تھا، بالخصوص علوم حدیث پر بہت زیادہ نظر تھی اور اس فن سے بڑا شغف تھا۔

مولانا کشمیری کا دور

شاہ صاحب کا دور بھی یادگار دور کی حیثیت ہے، کیونکہ حضرت شاہ صاحب کے رجحان نے دارالعلوم میں علم وفن کو تازہ زندگی بخشدی تھی۔ اساتذہ اور طلبہ دونوں کے دونوں دن رات کتب بینی اور مطالعہ میں منہمک رہا کرتے تھے، شاہ صاحب کے درس حدیث کی پورے برصغیر میں دھوم تھی، دوسرے مدارس سے طلبہ فارغ ہوکر بلکہ کئی کئی سال پڑھا کر حضرت شاہ صاحب کے درس میں آکر بیٹھتے تھے۔ اور مستفید ہوتے تھے، درسی تقریر معرکۃ الآرا ہوا کرتی تھی، حوالجات بکثرت دیا کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے تمام تلامذہ میں یہ بات دیکھی گئی ہے کہ وہ شاہ صاحب کے علم پر فدا نظر آتے ہیں اور اپنے استاذ کے مقابلہ میں کسی کے علم کے قائل مشکل ہی سے ہوتے ہیں۔

حضرت کشمیریؒ کے دور میں بھی بڑے بڑے جید الاستعداد علمار پیدا ہوئے، اور انھوں نے بڑی اہم خدمات انجام دیں، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، مولانا چراغ محمد، مولانا صدیق احمد نجیب آبادی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا نثار احمد انوری مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا حمید الدین فیض آبادی اور اس طرح کے دوسرے علمار جو آج ہم میں موجود نہیں ہیں، یہ سب حضرت شاہ صاحب سے شرف تلمذ رکھتے تھے، اور اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ ان

حضرات نے علمی، دینی، سیاسی اور تعلیمی خدمات کا ریکارڈ قائم کر دیا، جسے فراموش کرنا کسی کے لئے سہل نہ ہوگا۔

تلامذہ کی علمی خدمات

مولانا بدر عالم کی فیض الباری، مولانا ادریس کی التعلیق الصبیح اور تحفۃ القاری، مولانا چراغ محمد کی العرف الشذی، مولانا صدیق احمد نجیب آبادی کی انوار المحمود، مولانا بنوری کی معارف السنن، مفتی محمد شفیع کی معارف القرآن، مولانا محمد میاں صاحب کی محمد رسول اللہ اور عہد زریں، مولانا حفظ الرحمٰن کی اسلام کا اقتصادی نظام اور قصص القرآن اور ان علماء کی دوسری تصنیفات دیکھئے تو اندازہ ہو کہ ان کو علم و فن سے کیسی مناسبت تھی۔ اور ان کی نظر علوم دینیہ میں کس قدر وسیع تھی۔ پھر درس و تدریس کی راہ سے ان حضرات نے کتاب و سنّت کی تعلیم میں کس انہماک کے ساتھ حصہ لیا۔

حضرت شاہ صاحب کے زندہ تلامذہ میں حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہٗ، شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، مولانا منظور نعمانی، قاضی زین العابدین میرٹھی مولانا حامد الانصاری غازی اور دوسرے علماء ہیں جو برصغیر کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور علم و فن کی خدمات شغف کے ساتھ انجام دے رہے ہیں، ان کا مزاج ہی علمی واقع ہوا، ان سب حضرات نے بڑی بڑی اہم خدمات انجام دی ہیں، اور برابر دے رہے ہیں۔

مولانا محمد طیب صاحب

حضرت مولانا محمد طیب صاحب ایک طرف کوئی پچاس سال سے اہتمام دارالعلوم دیوبند کے فرائض انجام دے رہے ہیں آپ کے دور میں دارالعلوم نے بہت زیادہ ترقی کی منزلیں طے کی ہیں، اور بڑی تعداد یہاں سے علماء حفاظ اور قراء کی نکل رہی ہے ادھر کئی سال سے ہر سال اوسطاً چار سو ساڑھے چار سو لڑکے دورۂ حدیث میں شریک ہوتے ہیں۔ پچاسوں حفظ قرآن اور درجۂ تجوید سے فراغت حاصل کرتے ہیں، پھر آپ کے ہی دور میں ایک شعبہ جامعہ طبیہ کا اضافہ ہوا ہے اس سے ہر سال پچیس تیس طبیب پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح دارالافتاء سے بیس پچیس لڑکے ہر سال مفتی بن کر نکلتے ہیں۔

دوسری طرف پورے سال میں ملک اور بیرون ملک میں آپکی سیکڑوں تقریریں ہوتی ہیں، جن سے لاکھوں آدمی فیض یاب ہوتے ہیں، ساتھ ہی ساتھ ارشاد و بیعت کا بھی سلسلہ ہے اس راستے سے بہت سے تاجر، جدید تعلیم یافتہ علماء اور عوام تزکیۂ باطن تصفیۂ قلب کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، ماشاء اللہ تصنیف و تالیف کا بھی فطری ذوق ہے، اس کے نتیجہ میں پچاسوں کتابیں آپکی شائع ہو چکی ہیں، ان میں التشبہ فی الاسلام، آفتاب نبوت، تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام اور فطری حکومت وغیرہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

مولانا اعظمی کی خدمتِ حدیث

شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہٗ موجودہ دور میں علم حدیث

سب سے بڑے عالم شمار ہوتے ہیں، عجم وعرب دونوں کے علماء علوم حدیث میں آپ کی مہارت کے معترف ہیں، ابھی حال میں آپ نے اپنی تعلیق و تحقیق کے ساتھ متعدد کتب حدیث جو پردۂ خفا میں تھیں اور جن کے نام بھی مخصوص علماء کے سوا عام لوگ نہیں جانتے تھے، شائع کرائیں، جیسے مصنف عبدالرزاق کی گیارہ ضخیم جلدیں، مسند الحمیدی کی دو ضخیم جلدیں، المطالب العالیہ کی چار جلدیں، سنن سعید بن منصور کی دو ضخیم جلدیں کتاب الزہد والرقائق اور ان کے علاوہ بھی اُردو میں بیسیوں کتابیں آپ کی تصنیف ہیں، ان میں نصرۃ الحدیث ازہار مربوعہ، رکعات تراویح مذیل، اعیان الحجاج اور دوسری کتابیں لائق مطالعہ ہیں، دراصل ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوگا کہ علم میں کتنی گہرائی ہے، پھر چالیس سالہ درس و تدریس حدیث کے نتیجہ میں آپ کے درس سے ہزاروں علماء پیدا ہوئے، جو اپنی اپنی جگہ کتاب وسنت کی تعلیم و ترویج میں مشغول ہیں۔

مولانا نعمانی ومولانا اکبرآبادی

حضرت شاہ صاحبؒ کے شاگردوں میں مولانا سعید احمد اکبرآبادی، ومولانا محمد منظور نعمانی علمی دنیا میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں ان دونوں حضرات نے بھی اپنی تقریروں کے ذریعہ بڑی اہم خدمات انجام دی ہیں مختلف ممالک اور بالخصوص برصغیر کے ہر گوشے میں یہ حضرات بلائے جاتے ہیں اور خواص و عوام ان کی تقریروں سے مستفید ہوتے رہتے ہیں

یہ دونوں بزرگ متعدد اہم کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی کتابیں

خواص وعوام دونوں میں مقبول ہیں مولانا محمد منظور نعمانی کی تصانیف میں معارف الحدیث کی چھ ضخیم جلدیں دین وشریعت اور اسلام کیا ہے، وغیرہ نے مُسلمانوں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچایا ہے اور مولانا اکبرآبادی کی کتابوں میں صدیق اکبرؓ، غلامان اسلام اور وحی الٰہی وغیرہ علمی دنیا میں جو شہرت رکھتی ہیں ان سے کوئی اہلِ علم ناواقف نہیں۔

مفتی عتیق الرحمٰن اور قاضی وغازی صاحب

اسی طرح مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی قاضی زین العابدین میرٹھی اور مولانا حامد الانصاری غازی وغیرہم بھی اپنی علمی دینی اور سیاسی خدمات میں پورے ملک بلکہ بیرون ملک میں متعارف ہیں غازی صاحب کی کتابوں میں اسلام کا نظام حکومت اور قاضی صاحب کی کتابوں میں سیرت طیبہ اور قاموس القرآن بڑی عالمانہ کتابیں ہیں، مفتی صاحب نے ندوۃ المصنفین دہلی کے ذریعہ جو علمی خدمات انجام دی ہیں وہ کبھی بھلائی نہیں جا سکتی ہیں سیکڑوں قیمتی تصانیف ندوۃ المصنفین سے شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی ہیں۔

شیخ الاسلام کی خدمات

حضرت شاہ صاحب کے بعد دارالعلوم کی صدارت تدریس پر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فائز ہوئے، آپ کے دور میں بھی بہت سارے علماء پیدا ہوئے، خود حضرت مدنیؒ اپنی تعلیم اور سیاسی خدمات میں امتیازی شان کے مالک تھے، فراغت کے بعد سولہ سال آپ نے

حسبۃً للہ مسجد نبوی میں درس دیا پھر ۳۰ر۳۵ سال دارالعلوم دیوبند میں آپ نے درس حدیث دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں آپکے تلامذہ برصغیر اور غیر ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور اسوقت ہند و پاک کے اکثر مدارس میں یہی علماء درس و تدریس تصنیف و تالیف اور افتاء کے فرائض انجام دے رہے ہیں، انمیں حضرت مولانا فخرالحسن صدر مدرسین دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی امیر شریعت بہار واڑیسہ و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مولانا سجاد حسین صدر المدرسین مدرسہ فتحپوری دہلی۔ مولانا حکیم محمد زماں صاحب حسینی، مولانا محمد حسین بہاری مولانا معراج الحق دیوبندی اور دوسرے اساتذہ دارالعلوم دیوبند نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔

امیر شریعت بہار واڑیسہ مولانا رحمانی مدظلہ نے مسلم پرسنل لا کے موضوع پر متعدد کتابچے لکھ کر شائع فرمائے ہیں اسکے علاوہ کتابت حدیث، مکاتیب گیلانی وغیرہا متعدد دوسری کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں جو لائق مطالعہ ہیں۔

علامہ بلیاویؒ اور مولانا فخرالدین احمدؒ

حضرت مدنی کے بعد صدارت تدریس پر علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ اور پھر مولانا فخرالدین احمدؒ جلوہ افروز ہوئے انکے دور میں بھی ہزاروں کی تعداد میں علماء پیدا ہوئے جو ملک کے مختلف حصّوں میں فرائض تدریس انجام دے رہے ہیں اور چراغ سے چراغ جلتا جارہا ہے اور انشاءاللہ یہ سلسلہ اسی طرح تاقیامت چلتا رہے گا۔

یہ دونوں بزرگ درس و تدریس میں بہت بلند مقام رکھتے تھے اور انھوں نے اپنی پوری زندگی اسی مشغلہ میں صرف کردی علم و فن کیخدمت میں یہ حضرات ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔

حضرت مولانا فخرالدین احمدؒ کے بعد بخاری اور ترمذی کا درس حضرت مولانا شریف حسن صاحب دیوبندیؒ نے بڑی کامیابی کیساتھ دیا اور مولانا فخرالحسن مدظلہ العالی مسند صدارت پر بٹھائے گئے مولانا شریف حسن صاحب بہت جلد خدا کو پیارے ہوگئے، لیکن مولانا فخرالحسن صاحب

بحمداللہ اب تک صدارتِ تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ انکی عمر دراز فرمائے۔

شعبہ جات دارالعلوم

دارالعلوم دیوبند اسوقت بیس۲۰ شعبہ جات پر مشتمل ہے اور یہ سارے شعبہ جات اپنے اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

ان شعبہ جات میں اہتمام کے بعد اہم شعبہ تعلیمات کا ہے اس شعبہ سے کوئی ۶۵ر اساتذہ اور ایک درجن ملازمین وابستہ ہیں درجہ علیا کے اساتذہ میں اس وقت اپنی خدمت اور عمر کے لحاظ سے مولانا محمد حسین بہاری، مولانا معراج الحق دیوبندی اور مولانا نصیر احمد خاں موجودہ شیخ الحدیث مدظلہم ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ ان حضرات کے بعد حضرت مولانا محمد سالم صاحب مولانا نعیم صاحب مولانا انظر شاہ صاحب مولانا وحید الزماں صاحب مولانا خورشید عالم صاحب مولانا قمرالدین صاحب زید مجدہم اور دوسرے اساتذہ اپنی تعلیمی خدمات میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی عمریں دراز فرمائے۔

تعلیمات کے بعد علمی شعبہ جات میں دارالافتاء شعبہ ترتیب فتاویٰ، جامعہ طبیہ، نشرواشاعت رسالہ دارالعلوم اُردو، الداعی عربی اور کتب خانہ دارالعلوم دیوبند ہے اور واقعہ ہے کہ یہ سب اپنی خصوصیت کے اعتبار سے بہت اہم ہیں انکے علاوہ اہتمام شعبہ تبلیغ، شعبہ تنظیم و ترقی، محاسبی، شعبہ کتابت برقیات، اوقاف، محافظ خانہ، امور خارجہ، مطبخ، تعمیرات، دارالصنائع اور دوسرے شعبہ جات اہم خدمات میں مصروف ہیں۔ اور ان شعبہ جات کے نگران حضرات اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں

مجموعی اعتبار سے دارالعلوم دیوبند برصغیر میں علوم دینیہ کے اندر مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور برصغیر میں بیشتر پھیلے ہوئے مدارس دینیہ اپنے اسی مرکز سے وابستہ ہیں، اسوقت ملک اور بیرون ملک میں جو تعلیمی، علمی، دینی اور سیاسی خدمات انجام پاتی رہی ہیں اسپر ہم جتنا بھی

رب العالمین کا شکر ادا کریں کم ہے، اس مرکزی تعلیم گاہ کی سربراہی کا فریضہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب مدظلہ کے ذمے ہے آپ ہی تمام شعبہ جات کی سرپرستی اور رہنمائی کی اہم ذمہ داری پوری فرماتے ہیں اور دارالعلوم کا تمام عملہ آپ سے حسنِ عقیدت رکھتا ہے دارالعلوم کے اندرونی علماء میں سب سے زیادہ سن رسیدہ بھی ہیں اور اسی کے ساتھ علم وعمل کے پیکر اور اخلاق و مروّت کے مجسمہ بھی، اس سنِ رسیدگی میں بھی دارالعلوم کے لئے دور دراز کے سفر کرتے ہیں اور اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، دُعا ہے اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ آپکا سایہ بہت دنوں تک دارالعلوم پر قائم رکھے اور دارالعلوم دیوبند سے کتاب وسنّت کی تعلیمات کی تاقیامت اشاعت وخدمت ہوتی رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اراکین مجلس شوریٰ

اخیر میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ بحمد اللہ دارالعلوم کا نظام شورائی ہے، شخصی نہیں، اور اسکی مجلس شوریٰ کے اراکین ملک کے مشہور ترین علماء ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، حضرت مولانا ڈاکٹر مصطفےٰ حسن علوی، حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی، حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادی، حضرت مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی حضرت مولانا حامد الانصاری غازی، حضرت مولانا عبدالقادر، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا حکیم افہام اللہ، حضرت مولانا حکیم محمد زماں حضرت مولانا عبدالحلیم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن حضرت مولانا محمد سعید بزرگ حضرت مولانا ابوالسعود صاحب دامت برکاتہم۔

حضرت مولانا منت اللہ رحمانی۔

یہ سب اپنی جگہ علم وعمل اور فکر ونظر کے مالک ہیں اور بلند مقام رکھتے ہیں۔ ※ ۔

ختم شد

محفوظات شاہی کتب خانہ دیوبند